٦ خواتین اور دیگر کمزور طبقات کو خود کفیل بنانا

آزادی کی جنگ میں خواتین نے بڑے پیمانے پر حصہ لیا تھا۔ آزادی کے بعد بھی تمام شعبوں میں خواتین کا حصہ اہم ہے۔ اس کا مطالعہ آج ہم اس سبق کے ذریعے کریں گے۔ نیز خواتین اور دیگر کمزور طبقات کے تعلق سے قوانین کا مطالعہ کریں گے۔

اسے معلوم کیجیے۔

فی ہزار مردوں میں خواتین کا تناسب

نمبر شمار	مردم شماری کا سال	خواتین کا تناسب
۱۔	۱۹۵۱ء	۹۴۶
۲۔	۱۹۶۱ء	۹۴۱
۳۔	۱۹۷۱ء	۹۳۰
۴۔	۱۹۸۱ء	۹۳۴
۵۔	۱۹۹۱ء	۹۲۷
۶۔	۲۰۰۱ء	۹۳۳

فی ہزار مردوں میں خواتین کا تناسب کم ہونے کی وجوہات تلاش کیجیے۔

بھارت میں خواتین کے حالات کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ ان کے کئی مسائل کی جڑیں مردوں کی ذہنیت میں ہی پیوست ہیں۔ اکیسویں صدی میں قدم رکھنے کے باوجود ہمیں اس مردانہ تسلط سے چھٹکارا نہیں ملا۔ مہاتما گاندھی کے فلسفے سے تحریک پا کر ونوبا بھاوے نے 'بھودان تحریک' میں خواتین کی قوت کو بروئے کار لایا۔ رضا کار خواتین نے پورے بھارت میں اس تحریک کے نظریات کی تشہیر کی۔ نظام شاہی اور جاگیردارانہ نظام کو چیلنج دینے والے تلنگانہ کے کسانوں کی آزادی کی لڑائی میں خواتین کا اہم رول تھا۔ یہ علاقہ بندھوا مزدوری سے آزاد ہوجانے کے سبب خواتین کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔

خواتین کی طاقت کا مظاہرہ : ضروریاتِ زندگی کی قلت اور مہنگائی کا سب سے زیادہ مقابلہ کرنے والی خواتین نے ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر میں اپنے اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ اشتراکی نظریات کی حامل رہنما مرنال گورے کی قیادت میں ممبئی میں خواتین نے 'بیلن مورچہ' نکالا۔ عین دیوالی کے موقع پر تیل، گھی، شکر، روا، میدہ وغیرہ چیزیں پہنچ سے باہر تھیں۔ مٹی کا تیل بھی کافی مہنگا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے خواتین نے متحد ہوکر ہاتھوں میں بیلن اُٹھائے مورچہ نکالا۔ اس تحریک کو کامیابی ملی اور خواتین کی متحدہ طاقت کا نمونہ عوام کے سامنے آیا۔

مرنال گورے

چپکو تحریک : خواتین کی متحدہ طاقت کا ایک اور نمونہ ۱۹۷۳ء میں 'چپکو تحریک' میں نظر آیا۔ ہمالیہ کی ترائی میں موجود جنگلات کے درختوں کی تجارت کی غرض سے بڑے پیمانے پر کٹائی ہونے والی تھی۔ چنڈی پرساد بھٹ اور سندر لال بہوگنا نے اس کی مخالفت کی اور تحریک چلائی۔ خواتین نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر درختوں کے گرد چکر لگانے کا عمل کیا اور درختوں کی کٹائی نہ ہو اس لیے وہ درختوں سے چپک کر کھڑی ہوگئیں۔ اسی لیے اسے 'چپکو تحریک' کہا جاتا ہے۔ اس تحریک میں خواتین نے کثیر تعداد میں حصہ لیا۔ اس علاقے کی زرعی معیشت کو مستحکم کرنے میں خواتین کا اہم کردار تھا۔ گورا دیوی نامی رضا کار خاتون نے خواتین میں بیداری پیدا کی اور انھیں سدیشا دیوی اور بچنی دیوی کا ساتھ ملا۔

سندر لال بہوگنا

شراب مخالف مہم :

۱۹۹۲ء میں آندھرا پردیش میں 'شراب مخالف مہم' شروع ہوئی۔ بعد میں اسے مختلف ریاستوں میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ شراب کی لت کی وجہ سے گھر کے کمانے والے آدمی کی اچانک موت سے گھر کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس میں سب سے زیادہ نقصان خواتین کو اُٹھانا پڑتا۔ شراب کی وجہ سے انھیں رنج والم اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس مہم میں آندھرا پردیش کی 'عرق مخالف تحریک' کارآمد ثابت ہوئی۔

گورادیوی

آندھرا پردیش کی سرکاری پالیسی کی وجہ سے 'عرق' (دیسی شراب) بیچنے والوں کی ہر گاؤں میں شراب کی دکانیں کُھل گئیں۔ ہر گاؤں کے غریب اور محنتی عوام شراب کے عادی ہوتے چلے جارہے تھے۔ اس دوران ریاست کے ہر دیہات میں تحریکِ خواندگی کا پروگرام عمل میں لایا جارہا تھا جس میں 'سیتا ما کتھا' (سیتا کی کہانی) سنائی جاتی۔ اس کہانی میں یہ بتایا جاتا کہ دیہاتوں میں بیداری پیدا کرکے سیتا نے کس طرح سے انھیں شراب سے چھٹکارا دلایا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں آندھرا پردیش کے ضلع نیلور کے دوبا گُنٹا نامی گاؤں میں نشے میں دھت تین جوان ایک تالاب میں ڈوب کر مر گئے۔ اس سانحے کے بعد گاؤں کی خواتین متحد ہوگئیں اور انھوں نے دیسی شراب کی دکانیں بند کروادیں۔ یہ خبر علاقائی اخبار میں چھپی تو اطراف کے ہر گاؤں پر اس کا اثر ہوا۔ ریاست بھر میں اس مہم کو پھیلتا دیکھ حکومت نے شراب بیچنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کا فیصلہ کیا۔

بین الاقوامی سالِ خواتین : UNO نے ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی سالِ خواتین کے نام سے منانے کا اعلان کیا تھا۔ امن، ترقی اور مساواتِ مرد و زن اس پروگرام کے تین نکات تھے۔ ۱۹۷۵ء میں بھارت سرکار نے ڈاکٹر پُھل رینو گُہا کی صدارت میں خواتین کمیشن قائم کیا۔ خواتین کا سماجی مقام و مرتبہ، خواتین کی تعلیم اور اس کا فیصد، تعلیم کی وجہ سے ہونے والی ترقی، ملازم پیشہ خواتین کو درپیش مسائل، خواتین کے لیے روزگار سے متعلق موجودہ حالات، ان کی تنخواہ (مردوں کے مقابلے میں) مردوزن کا پیمانہ، پیدائش - وفات کا تناسب، خواتین کا رول وغیرہ نکات کے ذریعے جائزہ لیا گیا۔

ڈاکٹر پُھل رینو گُہا

اس تمام پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں مہاراشٹر میں 'استری مکتی سنگھرش سمیتی' کی جانب سے خواتین کا ریاستی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین شامل تھیں۔ ۱۹۷۸ء میں سمیتی کا منشور شائع ہوا۔ جنسی امتیاز، ذات پات کا فرق، طبقاتی نابرابری جیسے غیر یکساں امور کی مخالفت میں تحریک چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی سے 'استری مکتی چی للکاری' مراٹھی گیتوں کا یہ مجموعہ، جیوتی مہاپسیکر کا 'مُلگی ژالی ہو' نکڑ ناٹک، 'پریرک للکاری' نامی اخبار وغیرہ شروع ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں سودامنی راؤ کی قائم کردہ پونہ کی 'استری مکتی آندولن سمیتی'، دوماہی 'بائیجا'، اورنگ آباد میں 'استری اُواچ'، 'میترِن'، 'استری اَنیائے وِرودھی منچ'، کولھاپور میں 'مہیلا دکشتا سمیتی'، ناشک میں 'مہیلا حق' لاتور میں 'ناری پربودھن منچ' نامی گروہ بن گئے۔ مہاراشٹر بھر میں جہیز مخالف حفاظتی سمیتی قائم کی گئی۔ دھولیہ شہر میں خواتین پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف اجلاس منعقد کیا گیا۔

وِڈیابال کی 'ناری سمتا منچ' اور 'مِڑوُن ساریا جنی' یہ رسالے،

سماج وادی مہیلا سبھا، کرانتی کاری مہیلا سنگھٹنا وغیرہ کے کام بھی خواتین کے مسائل حل کرنے میں کافی اہم ہیں۔ مہاراشٹر میں 'روزگار ہمی یوجنا' نے خواتین کو خود کفیل بنانے میں مدد کی ہے۔

پرمیلا دَنڈوَتے نے ۱۹۷۶ء میں دلّی میں 'مہیلا دَکشتا سمیتی' قائم کی۔ آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرلا، اوڈیشا، مدھیہ پردیش، اُتر پردیش، پنجاب ریاستوں میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ ۱۹۸۰ء میں کمیونسٹ پارٹی نے 'اکھل بھارتیہ جنوادی مہیلا سنگھٹنا' قائم کی۔ ملک بھر میں اس کی شاخیں قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس تنظیم نے جہیز، دختر کشی اور خاندانی مظالم جیسے موضوعات کے خلاف تحریک چلائی۔ مختلف سطح پر خواتین کے مسائل کا تجزیہ شروع ہوا۔ بھارت میں خواتین کی پہلی یونیورسٹی شریمتی ناتھی بائی دامودر ٹھاکرسی مہیلا ودیاپیٹھ ممبئی، ٹاٹا سماج وِگیان سنستھا، ممبئی، ساوتری بائی پھلے پونہ یونیورسٹی، پونہ، شیواجی یونیورسٹی، کولھاپور میں خواتین کے لیے تعلیمی مراکز قائم کیے گئے۔ آلوچنا اور درشٹی نامی مراکز نے بھی اس شعبے میں نمایاں کردار ادا کیے ہیں۔

پرمیلا دنڈوتے

خواتین سے متعلق قوانین :

۱۹۵۲ء کے قانون کی رو سے بھارت سرکار نے ہندو خواتین کو 'پوٹگی' (تاحیات نان ونفقہ) کا حق دیا۔ والد کی وراثت میں حصہ دیا گیا۔ خواتین کو اپنی ملکیت کا حق ملا۔ ایک سے زیادہ بیویوں کے رکھنے کا خاتمہ کرکے مردوں کی طرح خواتین کو بھی طلاق کا حق دیا گیا۔ اگلی دہائی میں خواتین کو ایک قدم آگے لے جانے والا قانون بنا۔ 'انسدادِ جہیز قانون-۱۹۶۱ء' کی رو سے جہیز لینا یا مانگنا فوجداری گناہ قرار دیا گیا۔ جہیز کی رسم کو ختم کرکے سماجی تحریک کو بڑھاوا دیا گیا۔ اس قانون کی وجہ سے خواتین کو جہیز جیسی بُری رسم سے ہونے والی تکلیفیں کم ہوگئیں۔ خواتین کو زچگی کے لیے چھٹی دلانے والا قانون 'میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ' ۱۹۶۱ء میں نافذ ہوا۔ اس قانون کی رو سے خواتین کو زچگی کے وقت چھٹیاں لینے کا حق ملا۔

جہیز کی رسم کی مخالفت میں بیداری :

بھارت میں جہیز مخالف قانون ہونے کے باوجود، کھانا بناتے وقت خاتون کی جل کر موت، کپڑے دھوتے وقت پیر پھسل کر کنویں میں گر کر موت جیسی خبریں روزانہ اخبارات میں پڑھنے کو ملتی تھیں۔ تفتیش کرنے پر اس کی وجہ کئی مرتبہ جہیز ہی ثابت ہوتی تھی۔ پولیس، انتظامیہ، عدلیہ کی فعالیت سے بیداری پیدا ہوئی۔ اسی لیے ۱۹۸۴ء میں 'جہیز بندی اصلاح قانون' عمل میں آیا۔ ۱۹۸۸ء میں ۲۲۰۹ خواتین، ۱۹۹۰ء میں ۴۸۳۵ اور ۱۹۹۳ء میں ۵۳۷۷ خواتین جہیز کی وجہ سے موت کا شکار ہوئیں۔ ان اعداد وشمار کی وجہ سے ہمیں اس مسئلے کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خاندانی عدالت ۱۹۸۴ء :

شادی بیاہ سے متعلق تنازعات، گھریلو مشکلیں اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل، پوٹگی، یکطرفہ سرپرستی، میاں بیوی کا الگ رہنا، اولاد کی پرورش وغیرہ خاندان سے جڑے مسائل حل کرنے کے لیے خاندانی عدالت قائم کی گئی۔ اس عدالت نے ثبوت اور گواہ کی بجائے سمجھ داری اور وکیل کی بجائے دونوں کو نصیحت کرنے کو اوّلیت دی۔ معاملات کو تیزی سے لیکن انصاف کے ساتھ نمٹانے پر زور دیا گیا۔

پوٹگی کے تعلق سے مقدمہ (۱۹۸۵ء) :

کسی شادی شدہ خاتون کو اس کا شوہر طلاق دے تو اس خاتون کی گزر بسر کے لیے شوہر کی طرف سے ہر ماہ دی جانے والی مقررہ رقم کو پوٹگی (نان ونفقہ) کہتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے 'شاہ بانو کیس' میں محمد خان کے خلاف شاہ بانو کو پوٹگی مانگنے کا اختیار ہے یہ فیصلہ سنایا لیکن مذہبی اداروں نے اس کے خلاف احتجاج کیا جس

کے نتیجے میں پارلیمنٹ میں مسلم وومن ایکٹ (پروٹیکشن آف رائٹس آن ڈائیوورس) پاس ہوا۔

ستی مخالف قانون :

۴ ستمبر ۱۹۸۷ء کو راجستھان کے دیورا نامی گاؤں میں روپ کنور نامی شادی شدہ خاتون کو ستی کیا گیا۔ وہ اپنی مرضی سے ستی نہیں ہوئی بلکہ اسے زبردستی اس کے لیے اُکسایا گیا۔ اس کا ستی ہونا یا ستی ہونے کے لیے اُکسایا جانا یہ تمام باتیں غیر قانونی تھیں۔ بینا مینن، گیتا سیدھو، سجاتا آنندن، انو جوزف، کلپنا شرما جیسی خواتین کی آزادی کے لیے کام کرنے والی رضا کار خواتین اور صحافیوں نے سچائی کی تحقیق کی۔ سرکار نے ۱۹۸۸ء میں سخت ترمیمات کے ساتھ 'ستی مخالف قانون' پاس کیا۔

حقوقِ انسانی تحفّظ قانون :

خواتین اور مردوں پر ہونے والی ناانصافی کے تدارک کے لیے ۱۹۹۳ء میں یہ قانون پاس کیا گیا۔ اس کے لیے قومی سطح پر حقوقِ انسانی تحفّظ کمیشن قائم کیا گیا۔ اسی طرح کئی ریاستوں میں ریاستی انسانی حقوق کمیشن قائم کیا گیا۔ خواتین پر ہونے والے اجتماعی مظالم، طلاق شدہ خواتین کے سماجی حالات، خواتین کے لیے محفوظ مقامِ روزگار جیسے مختلف امور قانونی طور پر مؤثر انداز میں حل کرکے خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا خاتمہ کرنے میں مدد کی گئی۔

خواتین کے لیے محفوظ نشستیں (ریزرویشن) :

دستور میں ۷۳ ویں اور ۷۴ ویں ترمیمات کے ذریعے گرام پنچایت، پنچایت سمیتی، ضلع پریشد، نگر پالیکا اور مہانگر پالیکا میں ایک تہائی نشستیں خواتین کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ سرپنچ، صدر، صدر بلدیہ اور میئر ان عہدوں کے لیے بھی ایک تہائی حصہ مختص کردیا گیا ہے۔ مہاراشٹر سمیت ملک کی پندرہ ریاستوں میں خواتین کو پچاس فیصد ریزرویشن دیا گیا جس کی وجہ سے خواتین کو سرکاری کام کاج میں شمولیت کے مساوی مواقع میسر آئے ہیں۔

آزادی کے بعد بھارت کے دستور میں مساواتِ مرد و زن کے اُصول پر عمل کیا گیا جس کی وجہ سے خواتین کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔ مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی تعلیم اور روزگار کے یکساں مواقع فراہم کیے گئے۔ ستی، جہیز، ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جیسی رسموں پر قانوناً پابندی عائد کردی گئی۔ وراثت میں بھی خواتین کو قانوناً حصہ دیا گیا۔ انھیں طلاق دینے کا حق بھی حاصل ہوا۔ سیاسی اقتدار میں خواتین کو مساوی حقوق دینے کے لیے مقامی انتظامی اداروں میں کچھ نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔ ان تمام ترمیمات کی وجہ سے آج ہمیں یہ منظر دِکھائی دیتا ہے کہ خواتین تعلیم پاکر روزگار حاصل کررہی ہیں۔ خواتین کی آزادی کے خیال سے ان میں ایک قسم کی خوداعتمادی پیدا ہوگئی ہے۔ تعلیم، روزگار، انتظامیہ، سیاست غرض تمام شعبوں میں خواتین بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بھارت کی خواتین وزراءِ اعلیٰ

سچیتا کرپلانی (اُتر پردیش)، نندنی ستپتھی (اوڈیشا)، جے للتا (تامل ناڈو)، مایاوتی (اُتر پردیش)، وسندھرا راجے (راجستھان)، ممتا بنرجی (مغربی بنگال)، رابڑی دیوی (بہار)، آنندی بین پٹیل (گجرات)، شیلا دکشت (دلّی)، محبوبہ مفتی سعید (کشمیر)، اوما بھارتی (مدھیہ پردیش)، راجندر کور بھٹّل (پنجاب)، سُشما سوراج (دلّی)، ششی کلا کاکوڑکر (گوا)، سعیدہ انور تیمور (آسام)، جانکی رام چندرن (تامل ناڈو) ان خواتین نے وزیرِ اعلیٰ کی حیثیت سے اپنی اپنی ریاستوں کی قیادت کی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۸/ مارچ ۱۸۵۷ء کو نیویارک میں ایک ریلی نکالی گئی۔ کام کے اوقات میں تخفیف، مناسب تنخواہ اور پالنا گھر جیسی مانگوں کو لے کر نکالی گئی یہ ریلی ملازمت پیشہ خواتین کی پہلی ریلی تھی۔ انھی مطالبات کو لے کر ۸ مارچ ۱۹۰۹ء کو خواتین نے ہڑتال کی۔ نتیجتاً ڈنمارک میں 'ویمن سوشلسٹ انٹرنیشنل' کے اجلاس میں اس دن کو خواتین کی جدوجہد کا دن قرار دیا گیا۔ سال ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی سال برائے خواتین کی حیثیت سے منایا گیا، تو ۱۹۷۷ء میں UNO کے عام اجلاس میں ایک قرارداد پاس کرکے ۸/ مارچ کو 'بین الاقوامی یومِ خواتین' منانے کا اعلان کیا گیا۔

درج فہرست ذاتیں :

آزادی کے بعد دستورِ ہند نے آزادی، مساوات، بھائی چارہ اور سماجی انصاف جیسے امور کو بڑھاوا دیا۔ اسی کے مطابق چھوت چھات کو قانوناً ختم کردیا گیا۔ دستور کی دفعہ-۱۷ کی رو سے چھوت چھات ختم کردی گئی اور اچھوت طبقے کو 'درج فہرست ذاتوں' میں شامل کیا گیا۔ ان درج فہرست ذاتوں کی سماجی و معاشی پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں تعلیم اور ملازمتوں میں نمائندگی دی گئی تاکہ یہ جماعتیں ترقی کرسکیں۔

درج فہرست جماعتیں :

درج فہرست ذاتوں کی طرح ہی ملک کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے ادی واسیوں کے بھی اپنے مسائل ہیں۔ جدید ترقی سے دوری کی وجہ سے ان کی معاشی وسماجی حالت کافی پچھڑی ہوئی ہے۔ حالانکہ اب قبائلی جماعتوں کے حالات میں کافی سدھار آگیا ہے، اس کے باوجود وہ زراعت اور جنگلات پر ہی منحصر ہیں۔ زراعت کے جدید وسائل سے دوری کی وجہ سے انھیں زراعت سے ہونے والی آمدنی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی زمینیں پہاڑی علاقوں میں بلندی پر ہونے کی وجہ سے زرخیز نہیں ہوتیں۔ کم اور غیر تغذیہ بخش غذا کی وجہ سے ان کی نشوونما ٹھیک طور سے نہیں ہو پاتی۔ دشوار گزار علاقوں کے ادی واسیوں کو بیماریوں کی حالت میں صحیح وقت پر طبّی امداد نہیں پہنچتی۔ اس لیے ان طبقات کو خصوصی تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

دستورِ ہند میں ادی واسیوں کو 'درج فہرست جماعتوں' میں شمار کیا گیا ہے۔ انھیں مقنّنہ، تعلیم اور سرکاری خدمات وغیرہ شعبوں میں نمائندگی دی گئی۔

خانہ بدوش اور قبائلی جماعتیں :

گزر بسر کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں سفر کرنے والی جماعتوں کا شمار 'خانہ بدوش جماعتوں' میں ہوتا ہے۔ مویشی پالنا اور دیگر کام کرکے یہ طبقہ اپنی گزر بسر کرتا ہے۔ ان میں سے کچھ مخصوص جماعتوں پر انگریزوں نے 'مجرم طبقہ' کی مہر لگاکر ۱۸۷۱ء کے جرم مخالف قانون میں 'مجرم طبقہ' کی حیثیت سے تذکرہ کیا تھا اور ان کے کاروبار اور نقل وحرکت پر پابندی لگادی۔

آزادی کے بعد یہ قانون ختم کردیا گیا اور اس طبقے پر لگی ہوئی پابندیاں اُٹھالی گئیں۔ ایسی جماعتوں کا شمار قبائلی جماعتوں میں کیا گیا۔ ان کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے حکومت کی طرف سے کافی کوششیں کی جارہی ہیں۔ تعلیمی اداروں اور سرکاری شعبوں میں ان جماعتوں کو نمائندگی دی جارہی ہے۔

اقلیتی طبقات :

کسی سماج میں مذہبی، لسانی اور نسلی اعتبار سے کم تعداد کے گروہ کو 'اقلیت' کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب، فرقے اور بولیوں کی وجہ سے ثقافتی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ یہ ثقافتی رسم ورواج محفوظ رہے، اپنی خصوصیات کی حامل زبان کی ترقی ہو، اس لیے دستور نے عوام کو تعلیمی و ثقافتی حقوق دیے ہیں۔ اقلیتی طبقات کو اپنی زبان، تہذیب وثقافت اور رسم ورواج کی حفاظت کا حق حاصل ہے۔ انھیں خود کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی آزادی

ہے۔ان کی ترقی کے لیے حکومت کے زیرِ اہتمام مختلف اسکیمیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

بھارت نے سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں جو ترقی کی ہے اس کے متعلق معلومات ہم اگلے سبق میں حاصل کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ۱۹۹۲ء میں .... ریاست میں شراب مخالف مہم شروع کی گئی۔

(الف) مہاراشٹر (ب) گجرات

(ج) آندھراپردیش (د) اُتراکھنڈ

۲۔ ۱۹۷۵ء میں حکومت ہند نے .... کی صدارت میں 'مہیلا آیوگ' قائم کیا۔

(الف) ڈاکٹر پُھل رینوگُہا (ب) اوما بھارتی

(ج) وِسندھرا راجے (د) پرمیلا دَنڈ وَتے

(۲) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ سوداِمنی راو - استری مکتی آندولن سمیتی

۲۔ وِدیا بال - ناری سمتا منچ

۳۔ پرمیلا دَنڈ وَتے - مہیلا دَکشتا سمیتی

۴۔ جیوتی مہاپسیکر - مہیلا آیوگ

(۳) مندرجہ بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ استری مکتی تحریک شروع ہوئی۔

۲۔ ۱۹۸۴ء میں جہیز بندی اصلاح قانون عمل میں آیا۔

۳۔ چھوت چھات کو قانوناً ختم کر دیا گیا۔

۴۔ دستور نے اقلیتوں کو تعلیمی و ثقافتی حقوق دیے ہیں۔

(۴) نوٹ لکھیے۔

۱۔ چپکو تحریک

۲۔ 'حقوقِ انسانی تحفّظ قانون'

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

خواتین کی متحدہ طاقت مختلف شعبوں میں ترقی یافتہ تبدیلی لا سکتی ہے۔اس بارے میں مثالیں دے کر وضاحت کیجیے۔

سرگرمی :

۱۔ دیہی علاقوں میں خواتین کے اجلاس کی معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی خواتین کی فہرست (Portfolio) بنائیے۔

۳۔ 'مہیلا بچت گٹ' کے کاموں کے بارے میں معلومات لکھیے۔